معاملات میں جن حضرات سے رابطہ کرتے ان میں مولانا سید انور شاہ' سید سلیمان ندوی اور پیر مہر علی شاہ کے نام نمایاں ہیں جبکہ مقامی طور پر مولانا احمد علی لاہوری اور پروفیسر اصغر علی روحی کے نام لئے جاتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ علامہ کے خطوط کے جواب میں ان بزرگوں نے جو لکھا اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں علامہ کے عقیدت مندوں نے بہت کچھ ڈھونڈ نکالا اور بہت کچھ چھاپ دیا لیکن ان علمی اکابر کے خطوط غائب ہیں' انہیں زمین نے نگل لیا یا آسمان نے اچک لیا کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن اگر وہ تمام سرمایہ محفوظ و موجود ہوتا تو آج علمی دنیا اس سے بڑا فائدہ اٹھاتی اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کو اندازہ ہوجاتا کہ بوزیہ نشیں حضرات کا سرمایہ علم و عرفاں کس حد تک وقیع ہے۔ بہرحال جوابی سرمایہ نہ ہونے کے باوجود ان مکاتیب کی ایک اہمیت ہے اور معارف کی اشاعت کے دوران ان پر جو مختصر حواشی لکھے گئے وہ بھی کم قیمتی نہیں فاضل مرتب نے اپنے وقیع مقدمہ میں ہر دو شخصیات کے تعارف کے ساتھ ان کے باہمی مراسم اور خطوط کی قدر و قیمت کو خوب خوب اجاگر کیا ہے جبکہ خطوط میں جن بزرگوں اور معاصرین کا ذکر آیا "رجال مکاتیب اقبال" کے عنوان سے ان کا تعارف بھی کرادیا ہے جس سے اس مجموعہ کی اہمیت اور بڑھ گئی۔ اقبال و سید سلیمان پر تحقیقی کام کرنے والے اہل علم کے ساتھ ساتھ عام علمی برادری کے لئے بھی یہ سرمایہ بڑا قیمتی ہے جس کی قیمت بھی بڑی مناسب ہے۔

☆☆☆

علامہ اقبال اور مولانا محمد علی' تالیف: ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری

ملنے کا پتہ: مکتبہ شاہد و علی گڑھ کالونی کراچی 75800

ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری معاصر اور ماضی قریب کی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے صاحب علم ہیں' انہوں نے مختلف دینی' علمی اور ملی شخصیات اور اداروں پر تن تنہا اتنا کام کیا کہ ایک ادارہ اور اکیڈمی مل کر بھی شاید اتنا کام نہ کرسکے۔ زیر تبصرہ کتاب کا دوسرا ایڈیشن اس وقت سامنے ہے اس میں مولانا محمد علی کے پانچ طویل مضامین علامہ اقبال کے متعلق ہیں جو مولانا کے اخبار میں شائع ہوئے' پہلا مضمون "میرا استاد اقبال" ہے' دوسرا "طبیب حاذق سر اقبال کا نیا نسخہ" تیسرا "شاعر وطن" چوتھا "شاعر اسلام" اور پانچواں "شمع و شاعر کے مصنف سے ایک سوال" جبکہ مجموعہ میں علامہ کی دو تقریریں ہیں جو پنجاب کونسل کے ممبر کی حیثیت سے انہوں نے کیں ایک کا تعلق فرقہ وارانہ فسادات سے ہے تو دوسری ملازمتوں کے لئے مقابلے کے امتحان پر۔ 18 جولائی 1927ء اور 19 جولائی 1927ء کی ان تقریروں کے حوالہ سے ہی مولانا نے زیادہ لکھا۔ کتاب کا پہلا ایڈیشن چھپا تھا تو یہ تقریریں شامل نہ تھیں اس لئے مولانا محمد علی کے مضامین پر آسانی سے رائے قائم کرنا مشکل تھا اب جبکہ تقریریں ساتھ شامل ہیں تو